المكتب التعاوني للدعوة والإرشاد وتوعية الجاليات
بالعليا والسليمانية وشمال الرياض

تحت إشراف
وزارة الشؤون الإسلامية والأوقاف والدعوة والإرشاد

اردو

پرده

تاليف
فضيلة الشيخ
محمد الصالح العثيمين
(رحمه الله)

مترجم
حافظ عبدالرشيد اظہر

هاتف: ٤٧٠٤٤٦٦ - ٤٧٠٥٢٢٢ ناسوخ: ٤٧٠٥٠٩٤
ص.ب: ٨٧٩١٣ الرياض: ١١٦٥٢ المملكة العربية السعودية

شركة الراجحي المصرفية للاستثمار
حساب الصدقات ٥ / ٦٦٦٦ الورود (٣٤٩)
حساب الزكاة ٠ / ٦٥٥٥ الورود (٣٤٩)
حساب الوقف ٥ / ٩٥٥ المزرعة (٤٤٦)

پردہ

تالیف
فضیلۃ الشیخ
مُحَمّد الصّالح العثیمین
«حفظہ اللہ»

مترجمہ
حافظ عبدالرشید اظہر

ح المكتب التعاوني للدعوة والإرشاد بالبطحاء، ١٤٢٠هـ

فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر

العثيمين، محمد بن صالح

الحجاب / ترجمة حافظ بن عبدالرشيد أظهر. - الرياض.

٤٢ ص ؛ ١٢ X ١٧ سم

ردمك: ٠-٥٥-٧٩٨-٩٩٦٠

النص باللغة الأوردية

١- الحجاب والسفور.

أ - أظهر، حافظ بن عبدالرشيد (مترجم).

ب- العنوان

ديوي ١١٩,١أ ٢٠/١٠٥٨

رقم الإيداع: ٢٠/١٠٥٨

ردمك: ٠-٥٥-٧٩٨-٩٩٦٠

دفتر تعاون برائے دعوت وارشاد - بطحاء - الریاض

زیر نگرانی

وزارت برائے مذہبی امور - اوقاف اور دعوت وارشاد - سعودی عرب

پوسٹ بکس نمبر ۲۰۸۲۴ - الریاض ۱۱۴۶۵

ٹیلیفون نمبر : ۴۰۳۰۲۵۱ - ۴۰۳۰۱۴۲

۴۰۳۱۵۸۷ - ۴۰۳۴۵۱۷

فیکس نمبر : ۴۰۵۹۳۸۷

WWW. COCG. ORG

اس کتاب کے جملہ حقوق بحق دفتر محفوظ ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسلام دینِ فطرت ہے۔ اس کی تمام تر تعلیمات انسانی فطرت و طبیعت کے عین مطابق ہیں۔ طبائع سلیمہ انھیں بسہولت قبول کرتی ہیں، ان پر عمل میں گرانی محسوس نہیں ہوتی، اسلام نے انسان کے دُنیوی و اُخروی وقار کا نہ صرف پورا پورا خیال رکھا ہے بلکہ اسے باعزت و باوقار رہنے کی تاکید کی ہے۔ جونہی کسی باوقار انسان کی عزت پر حرف آتا ہے تو اسلام کا قانونِ تعزیر حرکت میں آجاتا ہے، مجرم کے لئے عبرت ناک سزا اور غیور و دتور مومن کے لئے تحفظِ ناموس کی نوید مسرت لاتا ہے، اور اس سے قبل تحفظِ ناموس و وقار کی خاطر تشریعی احکام دیتا ہے جن پر عمل پیرا ہو کر معاشرہ جرائم سے محفوظ رہ سکتا ہے۔

پردے کا شرعی حکم بھی عورت کی عزت و کرامت اور اس کے وقار کے پیشِ نظر دیا گیا ہے۔ اس کا مقصد عورتوں پر پابندی لگانا یا انھیں مردوں سے کم تر دکھانا ہرگز نہیں، حدیث میں ہے۔

النساء شقائق الرجال (ابوداؤد، ترمذی، ابنِ ماجہ)

"عورتیں انسان ہونے میں مردوں کے برابر ہیں"

زمانہ قبل از اسلام کے عربی رسم و رواج ہوں یا علم و فلسفہ کے گہوارہ یونان کی تہذیب، ہندوستان کا بُت پرستانہ تمدن ہو یا یورپ کی خیرہ کُن ثقافت، ہر طرف صنفِ نازک کی اہانت کے شرمناک مناظر اور اس پر ظلم و ستم کی دل دوز کہانیاں ہیں۔ جنھیں سُننے کی کوئی باشعور انسان تاب نہیں رکھتا۔

اسلام نے عورت کو عزت بخشی، اُسے واجب الاحترام قرار دیا، مسلمانوں کے دلوں میں اللہ تعالےٰ نے عورت کی عزت و اکرام کے لئے غیرت پیدا فرمائی۔ غیرت سے

مُراد وہ گراں مایہ اور خوبصورت جذبہ ہے جو مردِ مومن کو عورت کے دفاع کے لئے ہر قسم کی قربانی دینے پر آمادہ کرتا ہے۔ تحفظ عفت و عصمت اور غیرت کا یہی وہ مقدس جذبہ ہے جس سے اہلِ یورپ کلیتہً بے بہرہ اور اس عظیم جوہر کی قدر اور قیمت جاننے سے عاری ہیں۔

عورت میں فطرتاً بعض کمزوریاں پائی جاتی ہیں جن کی تلافی کے لئے مرد کو اس پر نگران مقرر کر کے عورت سے متعلقہ کئی ایک امور کی انجام دہی اسی کے ذمہ قرار دے دی گئی ہے اور یہ سب کچھ عورت کی عزت و تکریم کی خاطر ہے نہ کہ مرد کی برتری منوانے کے لئے۔ عورت کی ناموس پر حرف آئے تو خود ربّ العزت والجلال کو غیرت آتی ہے۔ ارشادِ نبویؐ ہے۔

یا امۃ محمدٍ واللہ ما من احد اغیر من اللہ ان یزنی عبدہٗ او تزنی امتہٗ

"اے اُمتِ محمدیہ! اللہ کی قسم اس بات پر اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کسی کو غیرت نہیں آتی کہ کوئی مرد یا عورت زنا کرے۔" (بخاری)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو دیوث قرار دیا ہے جسے اپنے اہلِ خانہ کی بے حرمتی پر غیرت نہیں آتی اور دیوث پر جنت حرام ہے (الدیوث الذی یقر فی اھلہ الخبث) مسندِ احمد اور جو شخص اپنے اہلِ خانہ کی عزت کی حفاظت کے لئے کٹ مرے، اسے شہید قرار دیا گیا ہے۔

"من قتل دون اھلہ فھو شھید" (ابو داؤد، ترمذی)

ایک طرف تو مسلمانوں کا یہ جذبۂ غیرت ہے جس کی اسلام نے حوصلہ افزائی کی ہے۔ دوسری طرف اہلِ یورپ ہیں جو عورت کی انہی کمزوریوں کا استحصال کر کے اسے بازار میں لے آئے، اسے رونقِ محفل بنایا، اس کی عزت نیلام کر کے اپنا کاروبار چمکایا اور اپنے ان مذموم مقاصد کے حصول کے لئے جن نظریات کا سہارا لیا ہے وہ عقل و منطق کے میزان میں پورے نہیں اُترتے۔ عورت کو مرد کی برابری پر اکسایا جاتا ہے جبکہ نسانی قویٰ و اعضاء میں تفاوت نظامِ قدرت کا حصہ ہے جس پر اعتراض دین و فطرت

کا انکار اور عقلِ سلیم کے منافی ہے۔ اگر یوں ہی دین و فطرت کے خلاف بغاوت کا سلسلہ چل نکلے تو اس جنگ کی کوئی انتہا نہیں ہے۔

الغرض پردہ شرعی حکم ہونے کے ساتھ ساتھ عورت کی عزت و تکریم کی علامت اور عقل و فطرت کے عین مطابق ہے قرونِ اولیٰ میں خواتینِ اسلام کے لازوال کارنامے اس بات کا بین ثبوت ہیں کہ پردہ ترقی کی راہ میں رکاوٹ نہیں ہے۔

صفیہ بنتِ عبدالمطلب کے جنگی کارنامے،
عائشہ صدیقہؓ کا علمی و ادبی مقام و مرتبہ،
حفصہ بنتِ سیرین اور امُ الدرداء الصُغریٰ کا علومِ دین سے شغف،
اور عائشہ بنتِ عبدالرحمٰن کا شعر و سخن سے لگاؤ، تاریخ اسلام کے زریں ابواب ہیں۔

نہر زبیدہ ایک مُسلم خاتون کا رفاہی کارنامہ ہے جس کی نظیر نہیں ملتی۔ کتبِ رجال میں کئی ضخیم جلدیں عورتوں کے تذکرہ کے لئے مختص ہیں بلکہ خواتین کے علمی و دینی کارناموں پر کئی مستقل مؤلفات موجود ہیں۔

پردہ اسلامی شریعت کا طرۂ امتیاز اور مُسلمانوں کی قابلِ فخر دینی روایت ہے دخترانِ اسلام کو اس سلسلہ میں معذرت خواہانہ رویہ اختیار کرنے کی بجائے فخریہ انداز میں خواتینِ عالم کے سامنے اس کی دعوت پیش کرنی چاہیئے تاکہ دُنیا بھر کی عورتیں اس کی برکات سے مُستفید ہو سکیں اور بیمار قلب و ذہن کے آوارہ منش مرد اسے نظرِ بد سے نہ دیکھ سکیں۔

اسلام نے عورت کو گھر کی ملکہ بنایا تھا جب کہ تہذیبِ جدید نے اسے گھر سے نکال کر معاشرتی ذمہ داریوں میں ڈال دیا۔ عورت نہ گھر میں اپنا مقام باقی رکھ سکی ہے اور نہ گھر سے باہر کی ذمہ داریوں سے عہدہ برا ہو سکی ہے اور روشن دَور کی تاریکیوں نے دوبارہ اسے ظلم و ستم کی چکی میں پسنے پر مجبور کر دیا ہے اور دوسری طرف اس کی گھر میں اپنے فرائض سے لاتعلقی نے نئی نسل کو ماں کی ممتا سے محروم کر کے ایسے اضطراب و بے چینی سے دوچار کر دیا ہے جس کی تعبیر سے تمام ادبی

اسالیب قاصر اور اس کا مداوا کرنے میں تمام متبادل طریقے ناکام ہیں۔ اس اضطراب و بے سکونی کو ختم کر کے ایک مسرور و مطمئن نسل تیار کرنے کے لئے گھر میں ماں کا وجود اور ایک غیور نسل کی تربیت کے لئے اس ماں کا عفت و حیاء سے آراستہ ہونا ضروری ہے۔

تو لے بانو باش و پنہاں شو ازیں عصر
کہ در آغوش شبیرے بگیری

عورت اگر اپنا مقام و مرتبہ بحال کرنا چاہتی ہے تو اس کی واحد صورت یہ ہے کہ وہ آغوشِ اسلام میں پناہ لے اور اسلامی تعلیمات کو اپناتے، پردے کے شرعی احکام پر عمل پیرا ہو۔ خدیجہ و عائشہ علیہما السلام کی زندگی اپنے لئے مشعلِ راہ بناتے۔ فاطمۃ الزہرا کے نقشِ قدم پر چلے۔ انسان کی اس اولین درس گاہ کی اصلاح کے بغیر اس سسکتے ہوتے معاشرے کا کوئی علاج نہیں۔

(وباللہ التوفیق)

حافظ عبدالرشید اظہر
اسلام آباد

۲۳، ذی قعد ۱۴۰۸ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ، ونعوذ بہ من شرور انفسنا وسیئات اعمالنا من یہدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضلل فلا ہادی لہ۔

ونشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وان محمدا عبدہ ورسولہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ ومن تبعھم باحسان وسلم تسلیما کثیرا   امابعد!

اللہ رب العزت نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ تاکہ آپ تمام انسانوں کو ان کے غالب وستودہ صفات پروردگار کے حکم کے مطابق اندھیروں سے روشنی کی طرف نکال لائیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عبادت کی حقیقت ظاہر کرنے کے لئے مبعوث فرمایا۔ بندگی کا اظہار صرف اس طرح ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اوامر کی مکمل اطاعت اور اس کی منع کردہ اشیاء سے مکمل اجتناب کیا جائے نیز اس کے احکام عالیہ کو خواہشات وشہوات نفسانیہ پر مقدم کرتے ہوئے اس کے حضور خاکساری اور انتہائی تواضع کی جائے۔ ہمارے ملک (سعودی عرب) میں جو وحی ورسالت کا مرکز اور حیاء وحشمت کا گہوارہ ہے ایک مدت سے اس معاملہ میں لوگ سیدھے راستے پر گامزن تھے۔ عورتیں چادریں وغیرہ اوڑھ کر مکمل پردہ کرکے گھر سے نکلا کرتی تھیں۔ غیر محرم مردوں کے ساتھ آزادانہ میل جول کا تصور تک ان

میں نہ تھا۔ بحمداللہ مملکت سعودیہ کے اکثر شہروں میں آج بھی یہی حالت ہے۔

لیکن جب سے کچھ لوگوں نے پردہ کے متعلق نامناسب انداز میں گفتگو شروع کی اور ان لوگوں کو دیکھ کر جو پردہ کے قائل ہی نہیں یا کم از کم چہرے کو کھلا رکھنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے ہمارے ہاں بھی کچھ لوگ شریعت مطہرہ کے اس حکم بالخصوص چہرہ ڈھانپنے کے متعلق غلط فہمی کا شکار ہونے لگے۔ یہ سوال کیا جانے لگا کہ پردہ واجب ہے یا مستحب ؟ یہ شرعی حکم ہے یا اس معاملہ میں ماحول عادات اور رسم ورواج کو پیش نظر رکھ کر فیصلہ کرنا چاہیے ؟ کیا ایسا تو نہیں کہ اس کی کوئی شرعی حیثیت نہ ہو کہ اس کے واجب یا مستحب ہونے کا حکم لگایا جا سکے۔ ؟

اس قسم کے شکوک وشبہات و غلط فہمیوں کے ازالہ اور حقیقت حال کی وضاحت کے لئے میں نے مناسب سمجھا کہ وہ دلائل مرتب کردوں جو اس کا حکم واضح کرنے کے لئے مجھے میسر آئیں ۔ اللہ عزوجل کی رحمت سے ــــــ امید ہے کہ یہ رسالہ توضیح حق میں ممد ومعاون ثابت ہوگا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ان لوگوں میں سے بنائے جو خود بھی ہدایت یافتہ ہیں اور دوسروں کو بھی راہ راست کی طرف بلاتے ہیں وہی لوگ حق کو حق جانتے اور اس کی پیروی کرتے ہیں۔

آپ کی بعثت کا مقصد مکارم اخلاق کی تکمیل بھی تھا۔ آپ نے ہر طریقہ سے فضائل کی دعوت دی۔ رذائل وبرے خلاق کو بیخ وبن سے

سے اکھاڑا۔ اور لوگوں کو اُن سے بچنے کی ہر ممکن طریقہ سے تلقین فرمائی اس طرح شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ہر لحاظ سے کامل ہو کر سامنے آئی۔ اب وہ اپنی تکمیل و ترتیب کے لیے مخلوق کی جانب سے کسی کاوش و کوشش کی محتاج نہیں ہے کیوں کہ یہ دانا و خبردار رب کی جانب سے نازل کردہ شریعت ہے جو اپنے بندوں کی اصلاح کے طریقوں سے خوب باخبر اور ان کے لئے بے پایاں رحمت والا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جن اعلیٰ اخلاق کے ساتھ مبعوث کیا گیا ان میں سے ایک نہایت بلند مرتبہ اور گراں قدر خلق حیا ہے۔ جسے آپؐ نے ایمان کا جزء اور اس کی شاخوں میں سے ایک شاخ قرار دیا اور کوئی عقل مند اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتا کہ عورت کا باوقار اور ایسے عادات و اطوار کے ساتھ رہنا جو اسے مشکوک مقامات اور فتنوں سے دور رکھیں، اس حیاء کا حصہ ہے جس کا عورت کو اسلامی شریعت اور اسلامی معاشرے میں حکم دیا گیا ہے اور اس میں بھی شک کی کوئی گنجائش نہیں کہ عورت کا اپنے چہرے اور جسم کے دیگر پرکشش مقامات کو ڈھانپ کر باپردہ رہنا ہی اس کے لئے سب سے بڑا وقار ہے جس سے وہ اپنے آپ کو آراستہ کر سکتی ہے۔

(وباللہ التوفیق)

ہر مسلمان کو معلوم ہونا چاہیے کہ غیر محرم مردوں سے عورت کا پردہ کرنا اور منہ ڈھانپنا فرض ہے۔ اس کی فرضیت کے دلائل اللہ رب العزت کی کتاب عظیم اور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مطہرہ میں موجود ہیں اس کے علاوہ اجتہاد و درست فقہی قیاس بھی اسی کا تقاضا کرتے ہیں۔

قرآن حکیم سے چند دلائل

دلیل اول

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ
وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ
وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ
اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ
اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ
غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ

وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ وَتُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (النور ۳۱)

اے پیغمبر! مومن عورتوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں (عصمتوں) کی حفاظت کریں اور اپنا سنگار کسی پر ظاہر نہ کیا کریں سوائے اس کے جو از خود (بغیر ان کے اختیار کے) کھلا رہتا ہے اور اپنے سینوں پر اوڑھنیاں اوڑھے رہا کریں۔ اپنے خاوند اور باپ اور خسر اور بیٹوں اور شوہر کے بیٹوں اور بھائیوں اور بھتیجوں اور بھانجوں اور اپنی ہی قسم کی عورتوں اور اپنے غلاموں کے سوا۔ نیز ان خدام کے جو عورتوں کی خواہش نہ رکھتے ہوں یا ایسے بچوں سے جو عورتوں کے پردے کی چیزوں سے واقف نہ ہوں۔ (غرض ان لوگوں کے سوا کسی پر اپنی زینت اور سنگار کے مقامات کو ظاہر نہ ہونے دیں) اور اپنے پاؤں (ایسے طور سے زمین پر) نہ ماریں کہ (جھنکار کی آواز کانوں تک پہنچ جائے) اور ان کا پوشیدہ زیور معلوم ہو جائے۔ اور مومنو! سب اللہ کے آگے توبہ کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔

یہ آیت مبارکہ پردہ کے وجوب پر مندرجہ ذیل طریقوں سے دلالت کرتی ہے

(۱) اللہ عزوجل نے مومن عورتوں کو اپنی عصمت کی حفاظت کا حکم دیا ہے اور عصمت کی حفاظت کے حکم کا تقاضا یہ ہے کہ وہ تمام وسائل و ذرائع اختیار کیے جائیں جو اس مقصد کے حصول میں مددگار ہو سکتے ہیں اور ہر عقلمند آدمی جانتا ہے کہ چہرے کا پردہ عصمت کی حفاظت کے منجملہ وسائل میں سے ہے۔ کیوں کہ چہرہ کھلا رکھنا غیر محرم مردوں کے اس کی طرف دیکھنے کا ذریعہ بنتا

ہے اور مردوں کو اس کے قد و خال کا جائزہ لینے کا موقع ملتا ہے۔ بالآخر بات میل ملاقات بلکہ ناجائز تعلقات تک جا پہنچتی ہے۔

حدیث میں ہے

اَلعَینَانِ تَزْنِیَانِ وَزِنَاھُمَا النَظر

آنکھیں بھی زنا کرتی ہیں ۔ ان کا زنا (نا جائز) دیکھنا ہے

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہاتھ پاؤں وغیرہ کا ذکر کرنے کے بعد آخر میں فرمایا۔

والفرج یصدق ذلك او یکذبه

شرمگاہ اس کی تصدیق کر دیتی ہے یا تکذیب۔

لہذا جب چہرے کا پردہ حفظ ناموس و عصمت کا ذریعہ ٹھہرا تو وہ بھی اسی طرح فرض ہو گا جس طرح کہ حفظ ناموس و عصمت فرض ہے کیوں کہ وسائل و ذرائع کا بھی وہی حکم ہوتا ہے جو ان مقاصد کا ہو جن کے حصول کے لئے ان (وسائل و ذرائع) کو اختیار کیا جاتا ہے۔

(۲) اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے

وَلْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِھِنَّ عَلٰی جُیُوبِھِنَّ ۔

اور اپنے گریبانوں پر دوپٹے ڈال کر رکھیں۔

خِمار (جس کی جمع خُمُر ہے) اس کپڑے کو کہتے ہیں جسے عورت اپنا سر ڈھانپنے کے لئے اوڑھتی ہے۔ مثلاً نقاب برقعہ وغیرہ تو جب اسے یہ حکم ہے کہ اپنے سینے پر دوپٹہ ڈال کر رکھے تو چہرہ ڈھانپنا بھی

فرض ہوگا۔ کیوں کہ یا تو چہرہ لازماً اس حکم میں داخل ہو جاتا ہے یا پھر قیاس صحیح اس کا تقاضا کرتا ہے۔

وہ اس طرح کہ جب گردن و سینہ کو ڈھانپنا فرض ہے تو چہرہ کے پردہ کی فرضیت تو بالاولی ہونی چاہیے کیوں کہ وہی خوبصورتی کا مظہر اور فتنہ کا موجب ہے۔ ظاہری حسن کے متلاشی صرف چہرہ کا ہی پوچھتے ہیں۔ چہرہ خوبصورت ہو تو باقی اعضاء کو زیادہ اہمیت کی نظر سے نہیں دیکھا جاتا۔ جب کہا جاتا ہے کہ فلاں خوبصورت ہے تو اس سے بھی چہرہ کا جمال ہی مراد ہوتا ہے۔ اس سے واضح ہوا کہ چہرے کا حسن و جمال ہی پوچھنے اور بتلانے والوں کی گفتگو کا محور ہوتا ہے

مذکورہ بالا حقائق کی روشنی میں کیسے ممکن ہے کہ حکمت پر مبنی شریعت سینہ و گردن کے پردے کا تو حکم دے لیکن چہرہ کھلا رکھنے کی رخصت دے۔

(۳) اللہ تعالیٰ نے زینت کے اظہار سے بالکل منع کر دیا ہے اس حکم سے صرف وہ زینت مستثنیٰ ہے جس کے اظہار سے کوئی چارہ کار ہی نہیں مثلاً بیرونی لباس۔ اسی لئے قرآن نے اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا (سوائے اس زینت کے جو از خود ظاہر ہو جائے) کے الفاظ سے تعبیر کیا۔ یوں نہیں فرمایا اِلَّا مَا اظهرن مِنْهَا (سوائے اس زینت کے جسے عورتیں ظاہر کریں۔

پھر اسی آیت میں زینت کے اظہار سے دوبارہ منع فرمایا اور بتایا کہ صرف ان افراد کے سامنے زینت ظاہر کی جا سکتی ہے جنہیں مستثنیٰ کیا گیا ہے

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دوسرے مقام پر مذکور زینت پہلے مقام پر مذکور زینت سے مختلف اور علیحدہ ہے۔ پہلے مقام پر اس زینت کا حکم بتایا گیا ہے جو ہر ایک کے لئے ظاہر ہوتی ہے اور اس کا پردہ ممکن نہیں۔ جب کہ دوسرے مقام پر مخفی زیبائش مراد ہے یعنی جس کے ذریعہ عورت خود کو مزین کرتی ہے۔ اگر اس آرائش و زیبائش کا اظہار بھی ہر ایک کے سامنے جائز ہوتا تو پہلی زینت کے اظہار کی عام اجازت اور دوسری زینت کے اظہار کے حکم سے بعض افراد کے استثنار کا کوئی خاص فائدہ نہیں رہ جاتا

طفیلی قسم کے افراد جو صرف کھانا کھانے کے لیے کسی کے گھر میں رہتے ہوں اور ان میں صنفی میلان ختم ہو چکا ہو، مردانہ اوصاف سے محروم خدام وہ نابالغ بچے جو عورتوں کی پوشیدہ باتیں سمجھ نہیں پاتے تو ایسے افراد کے سامنے اللہ تعالیٰ نے مخفی زینت کو کھلا رکھنے کی اجازت دی ہے اس سے دو امور ثابت ہوئے۔

(الف) مذکورہ بالا دو قسم کے افراد کے سوا مخفی زیبائش کو کسی کے سامنے کھلا رکھنا جائز نہیں ہے۔

(ب) بلاشبہ پردے کے حکم کا دارو مدار اور اس کے واجب ہونے کی علت عورت کی طرف دیکھ کر (مردوں کا) فتنے میں مبتلا اور وارفتگی کا شکار ہو جانے کا اندیشہ ہے اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ چہرہ تمام حسن کا مرکز اور فتنہ کا مقام ہوتا ہے لہذا اس کا ڈھانپنا ضروری ہوگا تاکہ مرد حضرات بشری تقاضوں سے کسی آزمائش میں مبتلا نہ ہو جائیں۔

(۵) فرمان باری تعالیٰ ہے۔

وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِن زِينَتِهِنَّ۔

اور اپنے پاؤں (ایسے طور سے زمین پر) نہ ماریں کہ جھنکار کی آواز کانوں تک پہنچ جائے اور ان کا پوشیدہ زیور معلوم ہو جائے۔

یعنی عورت اس انداز سے نہ چلے کہ معلوم ہو کہ وہ پازیب وغیرہ پہنے ہوئے ہے جس سے وہ اپنے خاوند کے لئے آراستہ ہوتی ہے جب عورت کو شدت سے زمین پر پاؤں مارنے سے منع کر دیا گیا ہے کہ مبادا غیر محرم مرد اس کے زیور کی جھنکار ہی سے فتنے میں نہ پڑ جائیں تو چہرہ کھلا رکھنا کیسے جائز ہو سکتا ہے۔؟

غور فرمائیے!

فتنے میں پڑنے اور بہک جانے کا امکان کہاں زیادہ ہے کیا اس صورت میں کہ ایک آدمی کسی عورت کے پاؤں میں پڑی پازیب کی جھنکار سنتا ہے اسے معلوم نہیں کہ وہ عورت جوان ہے یا عمر رسیدہ حسین و جمیل ہے یا کریہ المنظر۔ کیا اس صورت میں بہک جانے کا احتمال زیادہ ہے یا اس صورت میں کہ ایک مرد کسی مست شباب دوشیزہ کا کھلا چہرہ دیکھے جو رعنائی و حسن زیبائی سے بھرپور ہو اور مشاطگی نے اس کے فتنے کو دو چند کر دیا ہو کہ ہر دیکھنے والا دیکھتا ہی رہ جائے۔ ہر باشعور انسان بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ دونوں میں سے کونسی زینت زیادہ فتنے کا باعث اور مستور و مخفی رہنے کی زیادہ حقدار ہے۔

دلیل دوم

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ الّٰتِیْ لَا یَرْجُوْنَ نِکَاحًا فَلَیْسَ عَلَیْہِنَّ جُنَاحٌ اَنْ یَّضَعْنَ ثِیَابَہُنَّ غَیْرَ مُتَبَرِّجٰتٍ بِزِیْنَۃٍ وَاَنْ یَّسْتَعْفِفْنَ خَیْرٌ لَّہُنَّ وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ۔ (النور ۶۰)

اور بڑی عمر کی عورتیں جن کو نکاح کی توقع نہیں رہی تو وہ اگر چادر اتار دیں تو ان پر کچھ گناہ نہیں۔ بشرطیکہ اپنی زینت کا مظاہرہ نہ کرتی پھریں اور اگر اس سے بھی بچیں تو یہ ان کے حق میں بہتر ہے۔ اللہ سنتا جانتا ہے۔

اس آیت کریمہ سے پردہ کے واجب ہونے پر وجہ استدلال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان بوڑھی عورتوں سے گناہ کی نفی کی ہے جو سن رسیدہ ہونے کے سبب نکاح کی اُمید نہیں رکھتیں اس لئے کہ بوڑھی ہونے کی وجہ سے مردوں کو ان کے ساتھ نکاح میں کوئی رغبت نہیں ہوتی۔ لیکن اس عمر میں بھی چادر اتار رکھنے پر گناہ نہ ہونا اس شرط کے ساتھ مشروط ہے کہ اس سے ان کا مقصد زیب و زینت کی نمائش نہ ہو۔ یہ امر بھی دلیل کا محتاج نہیں ہے کہ چادر اتار دینے کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ وہ کپڑے اتار کر بالکل برہنہ ہو جائیں بلکہ اس سے صرف وہ کپڑے مراد ہیں جو عام لباس کے اوپر سے اس لئے اوڑھے جاتے ہیں کہ جسم کے وہ حصے جو عام لباس سے عموماً باہر رہتے ہیں جیسے چہرہ اور ہاتھ چھپ جائیں لہٰذا ان بوڑھی

عورتوں کو جو کپڑے اتارنے کی رخصت دی گئی ہے اس سے مراد یہی مذکورہ اضافی کپڑے (یعنی چادریں برقعے وغیرہ) ہیں جو پورے جسم کو ڈھانپتے ہیں۔ لیکن اس حکم کی عمر رسیدہ خواتین کے ساتھ تخصیص دلیل ہے کہ جوان اور نکاح کی عمر والی عورتوں کا حکم ان سے مختلف ہے کیوں کہ اگر سب عورتوں کے لئے اضافی کپڑے اتار دینے اور صرف عام لباس پہننے کی اجازت ہوتی تو " سن رسیدہ (نکاح کی عمر سے گزری ہوئی عورتوں " کو بالخصوص ذکر کرنے کا کوئی مقصد نہیں رہ جاتا۔

مذکورہ آیت کریمہ کے الفاظ

غَيْرَ مُتَبَرِّجٰتٍ بِزِيْنَةٍ

(بشرطیکہ یہ بوڑھی عورتیں اپنی زینت کا مظاہرہ نہ کرتی پھریں)

اس بات کی ایک اور دلیل ہیں کہ نکاح کے قابل، جوان عورتوں پر پردہ واجب ہے چونکہ عام طور پر جب وہ اپنا چہرہ کھلا رکھتی ہے تو اس کا مقصد زینت کی نمائش اور حسن و جمال کا نمایاں مظاہرہ ہوتا ہے۔ اس کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ مرد اس کی طرف دیکھیں اور اس کے حسن و جمال کی مدح و توصیف کریں۔ اس قماش کی عورتوں میں نیک نیت شاذ و نادر ہی ہوتی ہیں اور شاذ و نادر صورتوں کو عام قوانین کی بنیاد نہیں بنایا جاتا۔

دلیلِ سوم

يَآيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ذٰلِكَ أَدْنٰى أَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا (الاحزاب ۵۹)

اے پیغمبر! اپنی ازواج، بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ باہر نکلا کریں تو اپنے اوپر چادر لٹکا لیا کریں یہ امر ان کے لئے موجب شناخت ہوگا تو کوئی ان کو ایذا نہ دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے"

ترجمان القرآن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی عورتوں کو حکم دیا ہے کہ جب وہ کسی کام کے لئے اپنے گھروں سے نکلیں تو سر کے اوپر سے اپنی چادر لٹکا کر اپنے چہروں کو ڈھانک لیا کریں اور صرف ایک آنکھ کھلی رکھیں۔ صحابی کی تفسیر حجت ہے بلکہ بعض علماء کے نزدیک مرفوع حدیث کے حکم میں ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول میں مذکور ایک آنکھ کھلی رکھنے کی رخصت بھی راستہ دیکھنے کی ضرورت کے پیش نظر دی گئی ہے لہذا جہاں راستہ دیکھنے کی ضرورت نہ ہوگی وہاں ایک آنکھ سے بھی پردہ ہٹانے کی کوئی وجہ نہیں۔

اور جلباب اس چادر کو کہتے ہیں جو دوپٹہ کے اوپر سے عبا (گاؤن) کی طرح اوڑھی یا پہنی جائے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو انصاری خواتین گھروں سے نکلتے وقت اس سکون واطمینان سے چلتیں گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں اور انہوں نے

سیاہ رنگ کی چادریں لپیٹ رکھی ہوتیں۔

عبیدۃ السلمانی (تلمیذ حضرت علی رضی اللہ عنہ) کا بیان ہے کہ مسلمان عورتیں سروں کے اوپر سے چادریں اس طرح اوڑھا کرتی تھیں کہ آنکھوں کے سوا کچھ ظاہر نہ ہوتا۔ وہ بھی اس لئے کہ راستہ دیکھ سکیں۔

دلیل چہارم

لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِي آبَائِهِنَّ وَلَا أَبْنَائِهِنَّ وَلَا إِخْوَانِهِنَّ وَلَا أَبْنَاءِ إِخْوَانِهِنَّ وَلَا أَبْنَاءِ أَخَوَاتِهِنَّ وَلَا نِسَائِهِنَّ وَلَا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ وَاتَّقِينَ اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدًا"

(الاحزاب ۵۵)

عورتوں پر اپنے باپوں سے (پردہ نہ کرنے میں) کچھ گناہ نہیں اور نہ اپنے بیٹوں سے اور نہ اپنے بھائیوں سے اور نہ اپنے بھتیجوں سے اور نہ اپنے بھانجوں سے نہ اپنی (قسم کی) عورتوں سے اور نہ اپنے غلاموں سے۔ اور اے عورتو! اللہ سے ڈرتی رہو۔ بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز سے واقف ہے۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے جب عورتوں کو غیر محرم مردوں سے پردہ کرنے کا حکم دیا تو یہ بھی بیان فرما دیا کہ فلاں فلاں قریبی رشتہ داروں سے پردہ واجب نہیں ہے۔ جیسا کہ سورۃ النور کی آیت میں۔

وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ ...... الآية

عورتیں اپنی زینت ظاہر نہ کریں مگر اپنے شوہر کے لئے ... الخ

فرما کر مستثنیٰ قرار دیا۔

قرآنِ حکیم میں سے یہ چار دلائل ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ غیر محرم مردوں سے عورت کو پردہ کرنا واجب ہے اور جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے صرف پہلی آیت اس مسئلہ پر پانچ وجوہ سے دلالت کرتی ہے

بہ چہرہ کا پردہ واجب ہونے کے دلائل سُنّتِ مطہرہ سے

اب سنت نبویہ سے چند دلائل ذکر کیے جاتے ہیں

(۱) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

اِذَا خَطَبَ اَحَدُکُمْ اِمْرَاَۃً فَلَا جُنَاحَ عَلَیْہِ اَنْ یَّنْظُرَ اِلَیْھَا اِذَا کَانَ اِنَّمَا یَنْظُرُ اِلَیْھَا لِخِطْبَۃٍ وَاِنْ کَانَتْ لَا تَعْلَمُ

(مسند احمد)

جب کوئی آدمی کسی عورت کو پیغام نکاح دے تو اس پر اس عورت کی طرف دیکھ لینے میں گناہ نہیں۔ بشرطیکہ پیغام نکاح دینے کے لئے دیکھ رہا ہو۔ خواہ وہ عورت اس سے بے خبر ہو۔

"مجمع الزوائد" میں ہے کہ اس حدیث کی سند میں تمام راوی صحیح

کے رجال میں سے ہیں[1]

وجہ استدلال

اس حدیث میں یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاطب۔ (پیغام نکاح دینے والے) سے گناہ کا مرتفع ہونا اس حالت کے ساتھ مشروط کیا ہے کہ وہ خطبہ (پیغام نکاح) کے لئے دیکھ رہا ہو۔ ثابت ہوا کہ غیر خاطب (دیکھنے پر) ہر حال میں گناہ گار ہے۔ اسی طرح اگر خاطب بھی خطبہ کے لئے نہیں بلکہ صرف لطف اندوز ہونے کیلئے دیکھے تو وہ بھی گناہ گار ہوگا۔

اگر یہ کہا جائے کہ اس حدیث میں دیکھی جانے والی چیز کی تخصیص نہیں لہذا سینہ چھاتی گردن وغیرہ کا دیکھنا بھی مراد ہوسکتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ہر شخص بخوبی جانتا ہے کہ جمال پسند خاطب کا مقصود چہرے کے جمال کا جائزہ لینا ہوتا ہے۔ باقی اعضاء کا حسن تو اس کا تابع ہے۔ اس لئے عورت کے انتخاب میں ظاہری حسن وجمال کو ترجیح دینے والا خاطب چہرہ ہی دیکھے گا۔

(۲) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے متعلق جب حکم دیا کہ وہ بھی

---

[1]: حدیث صرف مسلم کی شرط پر ہے اس لئے کہ اس کی سند میں موسیٰ بن عبداللہ بن یزید الخطمی بخاری کے رجال میں سے نہیں ہیں۔ مترجم

عیدگاہ کو جائیں تو وہ کہنے لگیں ، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں سے بعض کے پاس چادر نہیں ہوتی تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

لِتُلْبِسْهَا اُخْتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا ۔

جس کے پاس اپنی چادر نہ ہو اسے کوئی دوسری بہن چادر دیدے

(بخاری مسلم وغیرہ)

یہ حدیث واضح طور پر بتا رہی ہے کہ صحابہ کرام کی خواتین میں چادر کے بغیر باہر نکلنے کا معمول نہ تھا۔ بلکہ چادر پاس نہ ہونے کی صورت میں باہر نکلنے کو وہ ممکن ہی نہیں سمجھتی تھیں ۔ اسی لیے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں نماز عید کیلئے عیدگاہ میں جانیکا حکم دیا تو انہوں نے اس امر کو بطور مانع ذکر کیا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضاحت فرمائی کہ یہ مشکل اس طرح حل ہوسکتی ہے کہ ایسی عورت کو کوئی دوسری مسلمان بہن اپنی چادر مستعار دے دے ۔

گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو یہ اجازت نہیں دی کہ وہ چادر اوڑھے بغیر عیدگاہ تک بھی جائیں ، حالانکہ وہاں جانے کا حکم مرد و عورت سب کو ہے۔ جب ایک ایسے کام کیلئے کہ شرع نے جس کا حکم دیا ہے عورتوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بغیر چادر اوڑھے باہر نکلنے کی اجازت نہیں دی تو ایسے امور کے لئے بغیر چادر اوڑھے گھر سے باہر آنے کی اجازت کیسے دی جاسکتی ہے جن کا نہ شرع میں

حکم دیا گیا ہے اور نہ ان کی کوئی ضرورت ہے بلکہ مقصد صرف بازاروں میں گھومنا پھرنا مردوں کے ساتھ میل جول اور تماش بینی ہو جس میں کوئی فائدہ نہیں۔

علاوہ ازیں چادر اوڑھنے کا حکم بجائے خود اس بات کی دلیل ہے کہ عورت کو مکمل باپردہ رہنا ضروری ہے۔ واللہ اعلم۔

(۳) صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز پڑھاتے تو بعض عورتیں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں نماز کے لئے چادروں میں لپٹی ہوئی آتیں نماز کے بعد وہ اپنے گھروں کو لوٹتیں تو اندھیرے کے سبب انہیں کوئی نہ پہچان سکتا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مزید کہا

عورتوں کے جو اطوار ہم نے دیکھے ہیں اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ لیتے تو انہیں مسجد میں آنے سے اسی طرح منع کر دیتے جس طرح کہ بنی اسرائیل نے اپنی عورتوں کو منع کر دیا تھا۔ تقریباً اسی قسم کے الفاظ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہیں۔

یہ حدیث پردے کے وجوب پر دو طریقوں سے دلالت کرتی ہے پردہ کرنا اور اپنے جسم کو مکمل طور پر ڈھانپنا صحابہ کرام کی عورتوں کی عادات میں سے تھا اور صحابہ کرام کا زمانہ تمام زمانوں سے بہتر اور اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ منزلت رکھتا ہے وہ اخلاق و آداب

میں بلند، ایمان میں کامل اور اعمال میں زیادہ صالح تھے وہی قابل اتباع نمونہ ہیں کہ خود ان کو اور ان کی بطریق احسن پیروی کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنی خوشنودی کی نوید سنائی۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ۔ (التوبۃ ۱۰۰)

جن لوگوں نے سبقت کی (یعنی سب سے پہلے ایمان لائے) مہاجرین میں سے بھی اور انصار میں سے بھی اور جنہوں نے نیکوکاری کے ساتھ ان کی پیروی کی اللہ تعالیٰ ان سے خوش ہے اور وہ اللہ تعالیٰ پر خوش ہیں اور اس نے ان کے لئے باغات تیار کئے ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں اور ہمیشہ ان میں رہیں گے۔ یہ بڑی کامیابی ہے۔

جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مبارک عہد میں عورتوں کا طریقہ یہ تھا (جو اوپر ذکر کیا گیا) تو ہمارے لئے کس طرح مستحسن ہو سکتا ہے کہ اس طریقہ سے ہٹ جائیں جس پر چلنے سے ہی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا حصول ممکن ہے۔ خصوصاً جب کہ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے۔

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ

وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۔ ۶ (سورۃ النساء ۱۱۵)

اور جو شخص سیدھا راستہ معلوم ہونے کے بعد پیغمبر کی مخالفت کرے گا اور مومنوں کے راستے کے سوا اور راستے پر چلے گا تو جدھر وہ چلتا ہے ہم اسے ادھر ہی چلنے دیں گے اور (قیامت کے دن) جہنم میں داخل کریں گے اور وہ بُری جگہ ہے۔

(ب) ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جن کا علم و فہم۔ اللہ کے بندوں کی خیر خواہی کا جذبہ اور دینی بصیرت تعارف کی محتاج نہیں۔ فرماتے ہیں کہ اگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کے وہ اعمال و اطوار دیکھ لیتے جو ہم نے دیکھے ہیں تو انہیں مساجد میں آنے سے قطعی طور پر منع کر دیتے اور یہ اس زمانہ میں ہوا جس کی فضیلت احادیث میں وارد ہے یعنی عہد نبوی کے مقابلہ میں عورتوں کی حالت اس حد تک بدل گئی کہ انہیں مساجد میں آنے سے روک دینے کا تقاضا کر رہی تھی۔ تو ہمارے زمانہ میں بے پردہ نکلنے کی اجازت کیوں کر دی جا سکتی ہے جب کہ عصر نبوی کو گزرے تیرہ ۱۳ صدیاں بیت چکی ہیں۔ اخلاقی بے راہ روی عام ہو چکی ہے شرم و حیا، تقریباً رخصت ہو چکے ہیں اور لوگوں کے دلوں میں دینی حمیت کمزور پڑ چکی ہے

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور فقیہ امت حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا فہم بھی اسی نتیجہ پر پہنچا جس کی شہادت شریعت کاملہ کی صریح نصوص دے رہی ہیں یعنی اگر کسی کام کے نتیجہ میں

ایسے امور سامنے آئیں جنہیں شریعت حرام قرار دیتی ہے تو وہ کام بھی شرعاً حرام ہوگا۔ خواہ بظاہر جائز ہی نظر آتا ہو۔

(۴) حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

مَنْ جَرَّ ثَوْبَہٗ خُیَلَاءَ لَمْ یَنْظُرِ اللّٰہُ اِلَیْہِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ

جو شخص تکبر کے ساتھ اپنی چادر لٹکا کر چلے گا اللہ تعالیٰ اس کی جانب قیامت کے دن نظرِ رحمت نہیں فرمائے گا۔

اس پر ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے سوال کیا تو عورتیں اپنی چادریں کس حد تک لٹکائیں؟ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک بالشت بھر لٹکالیں۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا اس طرح تو ان کے پاؤں نظر آئیں گے۔ فرمایا تو ایک ہاتھ کے برابر لٹکالیں اس سے زیادہ نہ لٹکائیں۔

مندرجہ بالا حدیث دلیل ہے کہ عورت پر پاؤں ڈھانپنا فرض ہے اس سے یہ بھی واضح ہوا کہ یہ حکم تمام صحابیاتؓ کو معلوم تھا اور بلاشبہ پاؤں میں ہاتھوں اور چہرے کی نسبت کم کشش پائی جاتی ہے۔ کمتر کشش والے مقام کے حکم کی تصریح خود بخود تنبیہہ کر رہی ہے کہ اس سے زیادہ پرکشش اور اس حکم کے زیادہ حقدار مقامات کا کیا حکم ہونا چاہیے یہ بات شرع متین کی حکمت کے منافی ہے کہ کمتر کشش اور قلیل تر فتنہ کے باعث اعضاء کو ڈھانپنا تو فرض ہو لیکن زیادہ فتنہ کے باعث اور پُرکشش اعضاء کو کھلا رکھنے کی اجازت ہو۔ اللہ تعالیٰ کی حکمت و شریعت میں اس قسم کا تضاد پایا جانا ناممکن ہے۔

(۵) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

اِذَا كَانَ لِاِحْدَاكُنَّ مُكَاتَبٌ وَكَانَ عِنْدَهُ مَا يُؤَدِّى فَلْتَحْتَجِبْ مِنْهُ (احمد، ابو داود، ترمذی ابن ماجہ)

(امام ترمذی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے)

جب کسی عورت کے مکاتب غلام کے پاس اس قدر مال موجود ہو جس سے وہ معاہدہ میں طے شدہ رقم ادا کرسکتا ہو تو اس عورت کو چاہیے کہ اپنے اس غلام سے پردہ کرے۔

حدیث مذکور سے پردے کا واجب ہونا اس طرح ثابت ہوتا ہے کہ اس کا مفہوم و مقصود یہ ہے کہ مالک کے لئے اپنے غلام کے سامنے جب تک کہ وہ اس کی ملکیت میں ہو چہرہ کھلا رکھنا جائز ہے اور جب غلام پر اس کی ملکیت ختم ہو جائے تو اس پر واجب ہے کہ اس سے پردہ کرے کیوں کہ اب وہ غیر محرم ہو گیا ہے۔ ثابت ہوا کہ عورت کا غیر محرم مردوں سے پردہ کرنا واجب ہے۔

(۶) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں احرام باندھے ہوئے تھیں تو اونٹ سوار قافلے ہمارے پاس سے گزرتے تھے جس وقت سامنے ہوتے تو ہم اپنے سروں کے اوپر سے چادر چہروں تک لٹکا لیتے جب وہ آگے گزر جاتے تو

مکاتب اس غلام کو کہتے ہیں جس کا اپنے آقا سے معاہدہ قرار پا جائے کہ وہ فلاں خدمت انجام دینے یا اتنی رقم ادا کرنے کے بعد آزاد ہوگا۔ شرط پوری نہ کرسکنے کی صورت میں معاہدہ کالعدم ہو جاتا ہے مکاتب مکمل رقم کی ادائیگی تک غلام ہی ہوتا ہے۔

ہم پھر سے چادر کو چہرہ پر سے ہٹا لیتے۔ (احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ)

تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ کہنا کہ جب وہ (سوار) ہمارے سامنے ہوتے تو ہم اپنے چہروں پر چادریں ڈال لیتے" واضح دلیل ہے کہ عورت پر چہرہ ڈھانپنا واجب ہے اس لئے کہ حالت احرام میں چہرہ کھلا رکھنے کا حکم ہے لہذا اگر اس واجبی حکم کی بجا آوری میں کوئی زور دار شرعی رکاوٹ موجود نہ ہوتی تو چہرہ کھلا رکھنا ضروری تھا خواہ قافلے پاس سے گزرتے رہیں۔

اس استدلال کی وضاحت اس طرح کی جا سکتی ہے کہ اکثر اہل علم کے نزدیک حالت احرام میں عورتوں پر چہرہ کھلا رکھنا واجب ہے اور واجب کو اس سے قوی تر واجب کی ادائیگی کی خاطر ہی ترک کیا جا سکتا ہے۔ اس لئے اگر غیر محرم مردوں سے پردہ کرنا اور چہرہ ڈھانپنا واجب نہ ہوتا تو احرام کی حالت میں اس کے کھلا رکھنے کا حکم جو واجب ہے ترک کرنا جائز نہ ہوتا جب کہ صحیح بخاری و صحیح مسلم وغیرہ میں حدیث ہے کہ حالت احرام میں عورت کے لئے نقاب ڈالنا اور دستانے پہننا جائز نہیں ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث منجملہ دلائل میں سے ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں حالت احرام کے سوا خواتین میں (چہروں کے پردہ کیلئے) نقاب اور (ہاتھوں کے پردہ کے لئے) دستانوں کا رواج عام تھا۔ اس کا تقاضا بھی یہی ہے کہ چہرے اور ہاتھوں کا پردہ کرنا واجب ہو۔

سنت مطہرہ میں سے یہ چھ دلائل ہیں کہ عورت پر پردہ کرنا اور غیر محرم مردوں سے چہرہ ڈھانپ کر رکھنا فرض ہے۔

قرآن میں سے مذکور چار دلائل بھی ان میں جمع کرلیں تو کتاب و سنت سے کل دس دلیلیں ہوئیں۔ تلک عشرۃ کاملہ۔ وباللہ التوفیق۔

پردے کا وجوب قیاس صحیح کی رو سے

اجتہاد و درست نقلی قیاس جس کی شریعت کاملہ نے تعلیم دی ہے اور یہ نام ہے مصالح اور ان کے حصول کے ذرائع کو برقرار رکھنے کی ترغیب کا، اسی طرح مفاسد اور ان کے وسائل کی مذمت اور ان سے اجتناب کرنے کی تلقین کا۔

چنانچہ ہر وہ کام جس میں خالصۃً مصلحت ہو یا اس کے نقصانات کی نسبت مصلحت کا پہلو روشن ہو تو اس کا حکم علی الترتیب پہلی صورت میں واجب اور دوسری صورت میں کم از کم مستحب ہوگا اور وہ کام جس میں صرف نقصان ہی نقصان ہو یا نقصان اس کی مصلحت سے زیادہ ہو تو اس کام کا حکم علی الترتیب حرام یا مکروہ ہوگا۔

اس قاعدہ کی روشنی میں جب ہم غیر محرم مردوں کے سامنے عورت کے چہرہ بے پردہ رکھنے پر غور کرتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ یہ بے حجابی بے شمار

مفاسد لیے ہوئے ہے۔ اگر بالفرض کوئی مصلحت ہے بھی تو اس سے پیدا ہونے والے نقصانات کے بالمقابل انتہائی معمولی بلکہ بالکل ہی دب کر رہ جاتی ہے۔

بے پردگی کے چند نقصانات

عورت کے چہرہ کو بے پردہ رکھنے کے بڑے بڑے نقصانات مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ فتنہ میں پڑنا

عورت جب اپنے چہرے کو بے پردہ رکھتی ہے تو اپنے آپ کو فتنے میں ڈالتی ہے۔ کیوں کہ اسے ان چیزوں کا اہتمام والتزام کرنا پڑتا ہے جس سے اس کا چہرہ خوبصورت جاذب نظر اور دلکش دکھائی دے۔ اسطرح وہ دوسروں کےلئے فتنہ کا باعث بنتی ہے اور یہ شر و فساد کے بڑے اسباب میں سے ہے۔

۲۔ شرم وحیاء کا جاتا رہنا

اس بدعادت سے عورت کے ضمیر سے رفتہ رفتہ شرم وحیاء جاتے رہتے ہیں جو ایمان کا جزو اور فطرت کالازمی تقاضا ہیں۔ ایک زمانہ میں

عورت شرم وحیا میں ضرب المثل ہوتی تھی مثلاً کہا جاتا تھا۔

اَحییٰ مِنَ العَذْرَاءِ فِی خِدْرِ ھَا۔

کہ فلاں تو پردہ نشین دوشیزہ سے بھی زیادہ شرمیلا ہے۔

شرم وحیا کا جاتا رہنا نہ صرف یہ کہ عورت کے لئے غارت گرِ دین و ایمان ہے بلکہ اس فطرت کے خلاف بغاوت بھی ہے جس پر اسے خالقِ کائنات نے پیدا کیا ہے۔

۳۔ مردوں کا فتنہ میں پڑنا

بے پردہ عورت سے مردوں کا فتنہ میں پڑنا طبعی امر ہے خصوصاً جبکہ وہ خوبصورت بھی ہو۔ نیز ملنساری خوش گفتاری یا ہنسی مذاق کا مظاہرہ کرے۔ ایسا بہت سی بے پردہ خواتین کے ساتھ ہو چکا ہے۔ جیسا کہ کسی نے کہا ہے۔ ؏

نظرۃ فسلام فکلام فموعد فلقاء

یعنی

؏ اک اشارہ ہوا دو ہاتھ بڑھے بات ہوئی

یا

؏ اور کھل جائیں گے دو چار ملاقاتوں میں

شیطان انسانی جسم میں خون کی طرح رواں دواں ہے۔ کتنی مرتبہ ایسا ہوا کہ باہمی مذاق کے نتیجہ میں کوئی مرد کسی عورت پر یا عورت کسی مرد پر

فریفتہ ہوگئی۔ جس سے وہ خرابی بنی کہ اس سے بچاؤ کی کوئی تدبیر نہ بن آئی
اللہ تعالیٰ سب کو سلامت رکھے۔

(۴) مرد و عورت کا آزادانہ میل جول

چہرہ کی بے پردگی سے عورتوں اور مردوں کا اختلاط عمل میں آتا ہے۔
اس لئے کہ جب عورت دیکھتی ہے کہ وہ بھی مردوں کی طرح چہرہ کھول کر بے پردہ
گھوم پھر سکتی ہے تو آہستہ آہستہ اسے مردوں سے کھلم کھلا دھکم پیل کرنے
میں بھی شرم و حیا محسوس نہیں ہوتی اور اس طرح کے میل جول میں بہت
بڑا فتنہ اور وسیع فساد مضمر ہے۔

ایک دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد سے باہر تشریف لائے
تو عورتوں کو مردوں کے ساتھ راستہ میں چلتے ہوئے دیکھا تو عورتوں سے
ارشاد فرمایا۔

اِسْتَأْخِرْنَ فَاِنَّہ لَیْسَ لَکُنَّ اَنْ تَحْقُقْنَ الطَّرِیْقَ
علیکن بِحَافَّاتِ الطَّرِیْقِ۔

ایک طرف ہٹ جاؤ راستہ کے درمیان چلنا تمہارا حق نہیں ہے
ایک طرف ہو کر چلا کرو۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کے بعد خواتین راستہ کے
ایک طرف ہو کر اس طرح چلتیں کہ بسا اوقات ان کی چادریں دیوار کو
چھو رہی ہوتیں۔ اس حدیث کو ابن کثیرؒ نے قل للمومنات یغضضن

من ابصارھن کی تفسیر کرتے ہوئے ذکر کیا ہے۔

(یہ حدیث سنن ابی داؤد باب فی مشی النساء مع الرجال فی الطریق میں ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی غیر محرم مردوں سے عورتوں کے پردہ کرنے کے واجب ہونے کی تصریح کی ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عورت کی زینت کے دو درجے مقرر کئے ہیں

۱۔ زینت ظاہرہ ۲۔ زینت غیر ظاہرہ

زینت ظاہرہ کو عورت اپنے شوہر اور محرم مردوں کے علاوہ دوسرے لوگوں کے سامنے بھی کھلا رکھ سکتی ہے۔

آیۂ حجاب نازل ہونے سے پہلے عورتیں چادر اوڑھے بغیر نکلتی تھیں مردوں کی نظر ان کے ہاتھ اور چہرہ پر پڑتی تھی۔ اس دور میں عورتوں کے لئے جائز تھا کہ چہرہ اور ہاتھ کھلا رکھیں اور مردوں کے لئے بھی ان کی طرف دیکھنا مباح تھا کیوں کہ اس کا کھلا رکھنا جائز تھا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے آیۂ حجاب نازل فرمائی جس میں ارشاد فرمایا۔

یا ایھا النبی قل لازواجك و بناتك و نساء المومنین یدنین علیھن من جلابیبھن

اے نبی اپنی ازواج، صاحبزادیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ خود پر چادریں لٹکائیں"

تو عورتیں مکمل طور پر پردہ کرنے لگیں (مجموع الفتاوی ۲۲/۱۱۰)

اس کے بعد شیخ الاسلام فرماتے ہیں "جلباب چادر کا نام ہے"

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اسے ردا (اوڑھنی) اور عام لوگ اسے اِزار (تہہ بند) کہتے ہیں۔ اس سے وہ بڑا تہہ بند مراد ہے جو عورت کے سر سمیت پورے جسم کو ڈھانپ لے۔۔۔۔ جب عورتوں کو چادر اوڑھنے کا حکم اس لئے ہو کہ وہ پہچانی نہ جا سکیں تو یہ مقصد چہرہ ڈھانپنے یا اس پر نقاب وغیرہ ڈالنے سے ہی حاصل ہو گا۔ لہذا چہرہ اور ہاتھ اس زینت میں سے ہوں گے جس کے بارے میں عورت کو حکم ہے کہ یہ غیر محرم مردوں کے سامنے ظاہر نہیں ہونی چاہیے اس طرح ظاہر کپڑوں کے سوا کوئی زینت باقی نہ رہی جس کا دیکھنا غیر محرم مردوں کے لئے مباح ہو۔

اس تفصیل سے یہ معلوم ہوا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے آخری حکم ذکر کیا اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے (نسخ سے) پہلے کا حکم ذکر کیا۔

آخر میں شیخ الاسلام فرماتے ہیں

نسخ سے پہلے کے حکم کے برعکس اب عورت کے لئے چہرہ ہاتھ اور پاؤں غیر محرم مردوں کے سامنے ظاہر کرنا جائز نہیں ہے بلکہ کپڑوں کے سوا کوئی چیز بھی ظاہر نہیں کر سکتی (مجموعہ الفتاوی الکبری $\frac{114}{22}$)

اسی جز میں ص۱۱۷ (ص۱۱۸) میں فرماتے ہیں

عورت کو چہرہ ہاتھ اور پاؤں صرف غیر محرم مردوں کے سامنے ظاہر کرنے سے منع کیا گیا ہے ورنہ عورتوں اور محرم مردوں کے سامنے ان

اعضاء کے ظاہر کرنے کی اجازت ہے

ایک اور مقام پہ فرمایا۔

اس مسئلہ میں بنیادی بات یہ سمجھ لیجئے کہ شارع کے دو مقصد ہیں۔ اوّل تو یہ کہ مرد و عورت میں امتیاز ہے دوم یہ کہ عورتیں حجاب میں رہیں۔

فتاوی ابن تیمیہ (۲۲/۱۵۲)

یہ تو تھا اس مسئلہ میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا نکتہ نظر

ان کے علاوہ دوسرے حنبلی فقہا میں سے متاخرین کے چند اقوال نقل کرنے پر اکتفا کروں گا۔

" المنتہیٰ " میں ہے نامرد۔ خواجہ سرا اور ہیجڑے کیلئے بھی عورت کی طرف دیکھنا حرام ہے۔

" الاقناع " میں ہے نامرد، ہیجڑے کا عورت کی طرف دیکھنا حرام ہے۔ اسی کتاب میں ایک اور مقام پر ہے آزاد غیر محرم عورت کی طرف قصداً دیکھنا نیز اس کے بالوں کو دیکھنا حرام ہے۔

" الدلیل " کے متن میں ہے۔

دیکھنا آٹھ طرح سے ہوتا ہے۔ پہلی قسم یہ ہے کہ بالغ مرد۔ (خواہ اس کا عضو کٹا ہوا ہو) آزاد غیر محرم عورت کی طرف بلا ضرورت دیکھے۔ اس صورت میں عورت کے کسی بھی عضو کو بلا شرعی ضرورت کے دیکھنا حرام ہے۔ حتیٰ کہ اس کے (سر پہ لگے) مصنوعی بالوں کی طرف نگاہ کرنا بھی جائز نہیں ہے۔

شافعی فقہاء کا موقف یہ ہے کہ نگاہ اگر بطریق شہوت ہو یا بہک جانے کا اندیشہ ہو تو بلا اختلاف قطعی طور پر حرام ہے اگر بطریق شہوت نہ ہو فتنے کا اندیشہ بھی نہ ہو تو ان کے ہاں دو قول ہیں۔ مؤلف "شرح الاقناع" نے انہیں نقل کرنے کے بعد کہا ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ اس قسم کی نگاہ بھی حرام ہے۔ جیسا کہ فقہ شافعی کی مشہور کتاب منہاج میں ہے۔ اس کی توجیہہ یہ کی ہے کہ عورتوں کا بے پردہ کھلے چہرے کے ساتھ باہر نکلنا تمام اہل اسلام کے نزدیک بالاتفاق ممنوع ہے نیز یہ کہ نگاہ فتنے کا مقام اور شہوت کا محرک ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم ....

مومنوں سے کہہ دو کہ نگاہ نیچی رکھا کریں۔

احکام شریعت میں ملحوظ حکمتوں کے شایاں یہی ہے کہ فتنے کی طرف کھلنے والا دروازہ بند کیا جائے اور حالات کے تفاوت کو بہانہ بنانے سے گریز کیا جائے۔

"نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار" میں ہے۔ عورتوں کا بے پردہ کھلے چہرہ کے ساتھ باہر نکلنا بالخصوص اس زمانہ میں کہ جہاں بدمعاش لوگوں کی کثرت ہو۔ باتفاق اہل اسلام حرام ہے۔

چہرے بے پردہ رکھنے کو جائز قرار دینے والوں کے شبہات

جہاں تک مجھے علم ہے غیر محرم عورتوں کے چہرہ اور ہاتھوں کی طرف

دیکھنے کو جائز قرار دینے والوں کے پاس کتاب وسنت سے صرف مندرجہ ذیل دلائل ہیں۔

(۱) فرمانِ باری تعالیٰ

ولا یبدین زینتھن الا ما ظھر منھا

کیوں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ "الا ما ظھر منھا" سے مراد عورت کا چہرہ اور اس کے ہاتھ اور انگوٹھی ہے۔ یہ قول امام اعمش نے سعید بن جبیر کے واسطہ سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اور جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے صحابی کی تفسیر حجت ہے

(۲) ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما باریک کپڑے پہنے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرہ مبارک دوسری طرف پھیر لیا۔ اور چہرہ اور ہاتھوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔ اے اسماء جب عورت بالغ ہو جائے تو جائز نہیں کہ اس کے چہرہ اور ہاتھوں کے سوا کچھ نظر آئے۔ (سنن ابی داؤد)

(۳) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حجۃ الوداع میں ان کے بھائی فضل بن عباس رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سواری پر بیٹھے تھے۔ اسی دوران خثعم قبیلے کی ایک عورت آئی تو فضل بن عباس اس کی طرف اور وہ فضل کی طرف دیکھنے لگی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فضل بن عباس رض کا چہرہ دوسری

جانب کردیا۔ (صحیح بخاری)

ان حضرات کی رائے میں یہ اس امر کی دلیل ہے کہ وہ عورت اپنا چہرہ کھلا رکھے ہوئے تھی ۔

(۴) ۔ صحیح بخاری اور دوسری کتب حدیث میں بروایت حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز عید پڑھانے کے متعلق حدیث میں ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھانے کے بعد لوگوں سے خطاب فرمایا اور وعظ ونصیحت کی پھر چل کر عورتوں کے قریب تشریف لے گئے ان سے بھی خطاب فرمایا اور وعظ ونصیحت کی اور فرمایا۔ اے عورتوں کی جماعت صدقہ کیا کرو کیوں کہ جہنم کا زیادہ تر ایندھن تم (عورتیں) ہی ہو اس پر ایک عورت جس کے رخسار سیاہی مائل تھے۔ درمیان میں سے اُٹھی

اگر اس عورت کا چہرہ کھلا نہ ہوتا تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو پتہ نہ چلتا کہ اس عورت کے رخسار سیاہی مائل ہیں ۔ میری دانست میں یہی وہ دلائل ہیں جن سے غیر محرم مردوں کے سامنے چہرہ کھلا رکھنے کے جواز پر استدلال کیا جا سکتا ہے ۔

ان دلائل کا جواب

لیکن یہ دلائل اس پائے کے نہیں ہیں کہ ان کے پیش نظر گزشتہ صفحات میں مذکور دلائل سے صرفِ نظر کیا جاسکے جو چہرے کا پردہ واجب ہونے پر واضح دلالت کرتے ہیں ۔ پردے کے دلائل درج ذیل دو وجوہ کی

بنا پر راجح ہیں ۔

(د) جن دلائل میں چہرہ ڈھانپنے کا ذکر ہے ان میں ایک مستقل اور نیا حکم ہے ۔ چہرہ کھلا رکھنے کے جواز کے دلائل اپنے اندر کوئی حکم نہیں رکھتے (کیوں کہ یہ تو پردہ کے احکام نازل ہونے سے پہلے کا عام معمول تھا) علماء اصول کے ہاں یہ ضابطہ معروف ومشہور ہے کہ عام حالت کے خلاف کوئی دلیل ہو تو اسے ترجیح دی جاتی ہے کیوں کہ عام حالت کے خلاف جب تک دلیل نہ ملے (اس پر کوئی حکم نہیں لگایا جاتا) اسے برقرار رکھا جاتا ہے اور جب کوئی دلیل نئے حکم کی مل جائے تو اصل اور پہلی حالت کو برقرار رکھنے کی بجائے نئے حکم کے ذریعے اس میں تبدیلی کر دی جاتی ہے ۔

اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ جو شخص نئے حکم (چہرہ ڈھانپنے) کی دلیل ذکر کرتا ہے ۔ اس کے پاس ایک نئی چیز کا علم ہے کہ پہلی اور عمومی حالت بدل چکی ہے اور چہرہ ڈھانپنا فرض ہو گیا ہے ۔ جب کہ دوسرے فریق کو یہ دلائل نہیں مل سکے لہذا مثبت کو نافی پر اس کے زائد علم کی وجہ سے ترجیح حاصل ہو گی ۔

یہ ان حضرات کے پیش کردہ دلائل کا اجمالی جواب ہے ۔ بالغرض اگر تسلیم کر لیا جائے کہ فریقین کے دلائل ثبوت اور دلالت کے اعتبار سے برابر ہیں پھر بھی اس مسلمہ اصولی قاعدہ کے پیش نظر چہرہ ڈھانپنے کی فرضیت کے دلائل مقدم ہوں گے ۔

(ب) جب ہم چہرہ کھلا رکھنے کے جواز کے دلائل پر غور کرتے ہیں تو یہ حقیقت

ظاہر ہوتی ہے کہ یہ دلائل چہرہ بے پردہ کرنے کی ممانعت کے دلائل کے ہم پلہ نہیں ہیں۔ جیسا کہ آئندہ صفحات میں ہر ایک دلیل کے الگ الگ جواب سے واضح ہو گا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی تفسیر کے تین جواب ہیں۔

ا: ہوسکتا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے پردہ کی آیت نازل ہونے سے پہلے کی حالت ذکر کی ہو۔ جیسا کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں ابھی گزرا ہے۔

۲: یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ان کا مقصد اس زینت کا بیان ہو جس کا ظاہر کرنا منع ہے۔ جیسا کہ حافظ ابن کثیرؒ نے ذکر کیا ہے۔ ان دونوں باتوں کی تائید حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول تفسیر آیت (یاأیها النبی قل لازواجك وبناتك ونساء المؤمنین یدنین علیهن من جلابیبهن) سے بھی ہوتی ہے۔ چنانچہ گزشتہ صفحات میں قرآن حکیم کی آیات سے پردہ کے دلائل کے ضمن میں اس کا ذکر گزر چکا ہے۔

(ب) اگر ہم مذکورہ بالا دونوں احتمالات تسلیم نہ کریں تو تیسرا جواب یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تفسیر صرف اس وقت حجت ہو سکتی ہے جب کسی دوسرے صحابی کا قول اس کے مقابل نہ ہو۔ بصورت دیگر اس قول پر عمل کیا جائے گا۔ جسے دوسرے دلائل کی بدولت ترجیح حاصل ہو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تفسیر کے بالمقابل حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے جس میں انہوں نے الا ما ظهر منها (سوائے اس زینت کے جو از خود ظاہر ہو جائے) کی تفسیر چادر اور دوسرے ایسے کپڑوں وغیرہ سے کی ہے جو بہر حال ظاہر ہوتے ہیں اور ان کے ڈھانپنے کی کوئی صورت ہی نہیں ہے۔

اس صورت میں ضروری ہے کہ ان دونوں اصحابؓ کی تفسیر میں سے ایک کو دلائل کی رو سے ترجیح دی جائے اور جو راجح قرار پائے اس پر عمل کیا جائے۔

(۲) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث دو وجوہ کی بناء پر ضعیف ہے۔

(ا) خالد بن دریک نے جس راوی کے واسطہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے اس کا ذکر نہیں کیا ہے لہٰذا سند منقطع ہے جیسا کہ خود امام ابوداؤد نے اس کی نشاندہی کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ خالد بن دریک نے حضرت عائشہ سے براہِ راست نہیں سُنا۔ اس حدیث کے ضعیف ہونے کی یہی وجہ ابو حاتم رازی نے بھی بیان کی ہے۔

(ب) اس حدیث کی سند میں سعید بن بشیر البصری نزیل دمشق نامی راوی ہے ابن مہدی نے اسے ناقابلِ اعتماد سمجھ کر ترک کیا۔ امام احمد، ابن معین، ابن مدینی اور نسائی رحمہم اللہ جیسے اساطین علم حدیث نے اسے ضعیف قرار دیا لہٰذا یہ حدیث ضعیف ہے اور متذکرہ صدر صحیح احادیث کا

مقابلہ نہیں کر سکتی

علاوہ ازیں حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کی عمر ہجرت کے وقت ستائیس سال تھی یہ ناممکن ہے کہ اس بڑی عمر میں وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لیسے کپڑے پہن کر جائیں جن سے ان کے ہاتھوں اور چہرہ کے علاوہ بدن کے اوصاف ظاہر ہو رہے ہوں بالفرض اگر حدیث صحیح بھی ہو تو کہا جا سکتا ہے کہ یہ واقعہ پردے کا حکم نازل ہونے سے پہلے کا ہے اور پردہ واجب کرنے والی نصوص نے اس حکم کو بدل دیا ہے لہذا وہ ان پر مقدم ہونگی ۔ واللہ اعلم

۳ ؛ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کردہ حدیث سے استدلال کا جواب یہ ہے کہ اس میں غیر محرم عورت کے چہرہ کی طرف دیکھنے کے جواز کی کوئی دلیل نہیں ہے کیوں کہ آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کے اس فعل پر سکوت نہیں فرمایا بلکہ اس کا چہرہ دوسری جانب پھیر دیا۔ اسی لئے امام نوویؒ نے صحیح مسلم کی شرح میں ذکر کیا ہے کہ اس حدیث سے ثابت ہونے والے مسائل میں سے یہ بھی ہے کہ غیر محرم عورت کی طرف دیکھنا حرام ہے ۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں اس حدیث کے فوائد میں سے یہ بھی ذکر کیا ہے ؛

" اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ غیر محرم عورتوں کی طرف دیکھنا شرعاً ممنوع اور نگاہ نیچی کرنا واجب ہے ۔ قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں " بعض کا خیال

ہے کہ نظر نیچی رکھنا صرف اس صورت میں واجب ہے کہ جب فتنہ کا اندیشہ ہو (اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کو منع نہیں کیا) لیکن میرے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فعل کہ بعض روایات کے مطابق آپ نے فضل کا چہرہ ڈھانپ دیا زبانی منع سے کہیں زیادہ تاکید کا حامل ہے۔"

اگر کوئی یہ کہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو پردہ کرنے کا حکم کیوں نہیں دیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ حالت احرام میں تھی اور احرام میں عورت کے بارے میں شرعی حکم یہی ہے کہ جب غیر محرموں میں سے کوئی اسے نہ دیکھ رہا ہو تو چہرہ کھلا رکھے۔ یہ بھی امکان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد میں اسے یہ حکم بھی دیا ہو۔ کیوں کہ راوی کا اس بات کو ذکر نہ کرنا اس امر کی دلیل نہیں ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو چہرہ ڈھانپنے کا حکم نہیں دیا۔ کسی بات کے نقل نہ ہونے کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ وہ بات سرے سے ہوئی ہی نہیں۔

مسلم اور ابو داؤد نے روایت کیا ہے کہ حضرت جریر بن عبداللہ البجلی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اچانک نظر پڑ جانے کے متعلق عرض کی تو ارشاد فرمایا "اصرِفْ بَصَرَكَ" اپنی نگاہ دوسری طرف پھیر لو یا حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے یہ کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ میں اپنی نگاہ ہٹا لوں۔

۴: رہی حدیث جابر رضی اللہ عنہ تو اس میں یہ تصریح نہیں ہے کہ یہ

کس سال کا واقعہ ہے یا تو وہ خاتون ان بوڑھی عورتوں میں سے ہو گی جنہیں نکاح سے کوئی سروکار نہیں ہوتا۔ تو ایسی خواتین کے لیے چہرہ کھلا رکھنے کی اجازت ہے اس سے دوسری عورتوں پر حجاب کا وجوب ختم نہیں ہو سکتا۔

یا پھر یہ واقعہ آیۂ حجاب کے نزول سے پہلے کا ہے کیونکہ سورۃ الاحزاب (جس میں پردہ کے احکام ہیں) ۵ھ یا ۶ھ میں نازل ہوئی اور نمازِ عید ۲ھ سے مشروع چلی آتی ہے۔

واضح رہے کہ اس مسئلہ میں تفصیل کے ساتھ کلام کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اس اہم معاشرتی مسئلہ میں عام لوگوں کے لئے شرعی حکم کا جاننا ضروری ہے اور بہت سے ایسے لوگ اس پر قلم اٹھا چکے ہیں جو بے پردگی کو رواج دینا چاہتے ہیں۔ ان لوگوں نے اس مسئلہ میں کما حقہ تحقیق نہیں کی نہ غور و فکر سے کام لیا حالانکہ اہلِ تحقیق کی ذمہ داری ہے کہ عدل و انصاف کے تقاضوں کو ملحوظ رکھیں اور ضروری معلومات حاصل کیئے بغیر ایسے مسائل میں گفتگو کرنے سے اجتناب کریں۔

محقق کا فرض ہے کہ مختلف دلائل کے درمیان منصف جج کی طرح عدل و انصاف کے ساتھ غیر جانبدارانہ جائزہ لے۔ اور حق کے مطابق فیصلہ کرے۔ کسی ایک جانب کو بغیر دلیل کے راجح قرار نہ دے۔ بلکہ تمام زاویوں سے غور کرے ایسا نہ ہو کہ وہ ایک نظریہ رکھتا ہو اور مبالغہ سے کام لے کر اس کے دلائل کو محکم اور مخالف کے دلائل کو بلا وجہ کمزور اور ناقابلِ توجہ قرار دے اسی لئے علماء نے کہا ہے کہ اعتقاد رکھنے سے پہلے اس کے دلائل کا بغور

جائزہ لینا چاہیے تاکہ اس کا عقیدہ دلیل کے تابع ہو نہ کہ دلیل عقیدہ کے تابع یعنی دلائل کا جائزہ لینے کے بعد عقیدہ بنائے نہ کہ عقیدہ قائم کرکے دلائل کی تلاش میں نکل کھڑا ہو۔ کیوں کہ جو شخص دلائل دیکھنے سے پہلے عقیدہ بنالیتا ہے اپنے عقیدہ کے مخالف دلائل کو عموماً رد کرتا ہے اگر ایسا ممکن نہ ہو تو ان کی تحریف کا مرتکب ہوتا ہے۔

عقیدہ قائم کرلینے کے بعد دلائل کی تلاش کے نقصانات ہمارے بلکہ سب کے مشاہدہ میں ہیں کہ کس طرح ایسا کرنے والا ضعیف احادیث کو بتکلف صحیح قرار دیتا ہے یا نصوص سے لیسے معانی کشید کرنے کی سعی میں مصروف نظر آتا ہے جو کہ اس میں پائے نہیں جاتے لیکن صرف اپنی بات کو ثابت و مدلل کرنے کے لئے یہ سب کچھ اسے کرنا پڑتا ہے۔

مثلاً راقم نے ایک صاحب کا رسالہ پردہ کے عدم وجوب پر پڑھا اس میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث جو کہ سنن ابی داؤد میں ہے جس میں ہے کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا باریک کپڑوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا کہ جب عورت سن بلوغ کو پہنچ جائے تو ان اعضاء کے سوا کچھ نظر نہیں آنا چاہیے اور ہاتھوں اور چہرہ کی طرف اشارہ کیا۔ یہ حدیث ذکر کرنے کے بعد مقالہ نگار نے لکھا ہے کہ یہ حدیث متفق علیہ ہے یعنی تمام علماء اس کے صحیح ہونے پر متفق ہیں۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے تمام علماء کا اتفاق کہاں؟ خود اسے روایت کرنے والے امام ابوداؤد نے اسے مرسل ہونے کے سبب معلل قرار دیا ہے اور

اس کی سند میں ایک ایسا راوی ہے جسے امام احمد اور دوسرے آئمہ حدیث نے ضعیف قرار دیا ہے (تفصیل گزر چکی ہے)

لیکن بُرا ہو تعصب اور جہالت کا کہ انسان کو ہلاکت و مصیبت میں گرفتار کرا دیتے ہیں۔ شیخ الاسلام ابن القیمؒ نے کیا خوب کہا ہے۔

وتعر من ثوبین من یلبسهما
یلقی الردی بمذمة وهوان

ان دو کپڑوں سے اپنے آپ کو آزاد کر لو کہ جو انہیں پہن لیتا ہے ذلیل و خوار ہو کر ہلاکت کے گڑھے میں جا گرتا ہے۔

ثوب من الجهل المرکب فوقه
ثوب التعصب بئست الثوبان

ایک کپڑا تو جہل مرکب ہے اور دوسرا تعصب یہ دونوں کپڑے بہت ہی بُرے ہیں۔

وتَحلَّ بالإنصاف أفخَرَ حُلَّةٍ
زِینَتْ بها الأعطاف والکتفان

عدل و انصاف کا لباس زیب تن کرو کہ یہی خلعت فاخرہ ہے جس سے شانے اور بدن کا ایک ایک حصہ مزین ہو جاتا ہے۔

ہر مؤلف اور مقالہ نگار کو دلائل کی تلاش اور ان کی چھان بین میں کوتاہی کے ارتکاب سے ڈرنا چاہیے اور بغیر علم کے محض جلد بازی میں کوئی بات کہنے سے کامل اجتناب کرنا چاہیے وگرنہ وہ ان لوگوں میں

سے ہوگا جن کے متعلق قرآن حکیم میں یہ وعید شدید وارد ہے۔

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا لِّیُضِلَّ النَّاسَ بِغَیْرِ عِلْمٍ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ـــ

(الانعام ۱۴۴)

تو اس شخص سے زیادہ کون ظالم ہے جو اللہ پر جھوٹ افترا کرے تاکہ ازراہ بے دانشی لوگوں کو گمراہ کرے۔ کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

اور ایسا بھی نہ کرے کہ ایک طرف دلائل کی تلاش اور تحقیق میں کوتاہی کا مرتکب ہو اور دوسری طرف ثابت شدہ دلائل کو ٹھکرا کر عذر گناہ بدتر از گناہ کا مصداق بنے اور اس زمرے میں داخل ہو جائے جس کے متعلق فرمان ربانی ہے۔

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ کَذَبَ عَلَی اللّٰہِ وَکَذَّبَ بِالصِّدْقِ اِذْ جَآءَہٗ اَلَیْسَ فِیْ جَھَنَّمَ مَثْوًی لِّلْکٰفِرِیْنَ ـ (الزمر ۳۲)

تو اس سے بڑھ کر ظالم کون؟ جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولے اور سچی بات جب اس کے پاس پہنچ جائے تو اسے جھٹلائے۔ کیا جہنم میں کافروں کا ٹھکانہ نہیں؟

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں حق کو حق سمجھنے اور اس کی پیروی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ نیز باطل کو باطل سمجھنے اور اس سے مکمل طور پر اجتناب کی ہمت دے اور اپنی سیدھی راہ کی طرف

ہدایت دے کہ وہی بخشندہ وکرم گستر ہے۔

وصلی اللہ وسلم وبارك على نبيه وعلى آله
واصحابه واتباعه اجمعين

فضيلة الشيخ محمد بن صالح العثيمين
(حفظہ اللہ تعالیٰ)

یہ کتاب درج ذیل مضامین پر مشتمل ہے

- اسلام میں پردہ کی حیثیت کی مختصر تشریح۔
- عورتوں پر پردہ کرنا واجب ہے۔
- پردے کا وجوب قیاس صحیح کی رو سے۔
- چہرہ اور ہاتھ کا چھپانا ضروری ہے۔
- بے پردگی کے نقصانات۔
- چہرہ بے پردہ رکھنے کو جائز قرار دینے والوں کے شبہات اور ان کے جوابات۔
- مرد وعورت کے ازادانہ میل جول کے نقصانات۔

هذا الكتاب

هذا الكتاب باللغة الاردية يتناول الاتي:

- شرحا موجزا لمكانة الحجاب في الإسلام.
- وجوب الحجاب على النساء.
- الوجه والكفان داخلان فيما يجب ستره .
- الرد على من قال بأن الوجـه والكفين غير داخلين فيما يجب ستره.
- مفاسد السفور وضرره .

المكتب التعاوني للدعوة والإرشاد وتوعية الجاليات في منطقة البطحاء

تحت إشـــراف
وزارة الشؤون الإسلامية والأوقاف والدعوة والإرشاد

ص.ب: ٢٠٨٢٤ الرياض ١١٤٦٥

هاتف: ٤٠٣٠٢٥١
٤٠٣٠١٤٢
٤٠٣٤٥١٧ — ١- ٠٠٩٦٦
٤٠٣١٥٨٧
فاكس: ٤٠٥٩٣٨٧

هاتف وفاكس صالة المحاضرات بالبطحاء

٤٠٨٣٤٠٥ - ١- ٠٠٩٦٦

حقوق الطبع محفوظة للمكتب

لا يسمح بطبع أي جزء من هذا الكتاب إلا بعد موافقة خطية مسبقة من المكتب

الحجاب

تاليف

فضيلة الشيخ

محمد صالح العثيمين

ترجمه الى اللغة الاردية

حافظ عبد الرشيد اظهر

The Cooperative Office For Call & Guidance
at Al-Olaya, Sulaimaniah & North Riyadh

Under The Supervision of
Ministry of Islamic Affairs,
Endowment, Call & Guidance

Urdu

رسالة في الحجاب

تأليف
فضيلة الشيخ
محمد بن صالح العثيمين
(رحمه الله)

ترجمه
حافظ عبدالرشيد اظهر

Tel.: 4704466 - 4705222 Fax : 4705094
P. O. Box : 87913 Riyadh : 11652
Kingdom of Saudi Arabia
E-Mail : dawa_nr@hotmail.com